یہ کتابچہ کن خصوصیات کا حامل ہے

فنِ شعر گری محض ایک مشغلہ نہیں، بلکہ وہ عظیم فن ہے جس کی بنیاد پر الفاظ کو زیورِ حسن ملتا ہے اور خیالات کو ایک نئی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ زیرِ نظر کتابچہ انہی طلبہ اور اہلِ ذوق کے لئے مرتب کیا گیا ہے، جو اس فن کو محض تفریح نہیں، بلکہ ایک سنجیدہ علمی و ادبی ورثہ سمجھتے ہیں۔

اس کتابچہ کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فنِ شاعری کے پیچیدہ اور خشک مضامین کو نہایت سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قاری اگر ان اسباق کو دلجمعی سے پڑھ کر ذہن نشین کرے اور ساتھ ہی مشق کو اپنا معمول بنائے، تو یقیناً وہ نہ صرف شعر کے اوزان اور فنی اصولوں سے واقف ہوگا بلکہ اپنی شاعری میں وہ نکھار بھی پیدا کر پائے گا جو بڑے شعرا کی پہچان ہوا کرتا ہے۔

اس کتابچہ میں قاری کو محض چند خشک قواعد نہیں ملیں گے، بلکہ دل کو چھو لینے والے علمی و فنی نکات بھی دستیاب ہوں گے۔ مثلاً

علمِ قافیہ اور حرفِ روی کی جامع اور نہایت آسان وضاحت۔
فنِ شاعری کی مخصوص اصطلاحات کی سادہ اور عام فہم تشریح۔
فنِ شاعری کے محاسن و معائب پر مدلل اور مؤثر گفتگو۔
اوزانِ شعر کی اہمیت و افادیت پر قیمتی نکات اور رہنمائی۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض طلبہ اپنے کلام کو بغیر کسی ماہرِ فن استاد کی اصلاح کے یکجا کرتے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اشعار میں وہ پختگی اور تاثر پیدا نہیں ہو پاتا جو اصلاح اور رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔ ایسے حالات میں یہ کتابچہ اُن کے لئے کسی بیش قیمت تحفے سے کم نہیں، جو انہیں ابتدا ہی میں صحیح سمت اور مضبوط بنیاد عطا کرتا ہے۔

آخر میں بارگاہِ ربِّ کریم میں دعا ہے کہ یہ حقیر سی کاوش اردو ادب کے چاہنے والوں کے لئے چراغِ راہ ثابت ہو، اور اہلِ ذوق کے دلوں کو علم و فن کی تازگی اور حلاوت عطا کرے۔ آمین یارب العالمین

○❖○

انتساب

یہ مختصر رسالہ ''مختصر فنِ شعر گری'' سب سے پہلے میرے والدِ گرامی، مفکرِ اسلام حضرت قاری آس محمد صاحبؒ کی نذر ہے، جن کی دعاؤں اور محنت کے طفیل مجھے ادب کی دنیا میں قدم رکھنے اور شعر کی حقیقت سمجھنے کا موقع ملا۔

اس کے بعد میری عقیدت و سپاس گزاری میرے استادِ محترم، استاذُ الشعراء، ادیبِ بے مثال جناب ڈاکٹر طاہر قمر میرانپوری کے لئے ہے، جن کے علمی فیضان اور شفقت نے اس حقیر کو یہ حوصلہ بخشا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ والدِ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور میرے استادِ محترم کا سایہ ہم پر دیر پا قائم رکھے۔ آمین یارب العالمین

فقط والسلام
عامر قمر سالار پوری

○❖○

مقدمہ

فنِ شعرگری اور علمِ عروض ادب کے وہ وقیع علوم ہیں جن کے بغیر شاعری کا دامن ادھورا محسوس ہوتا ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ (مختصر فنِ شعرگری) میں انہی علوم کی ابتدائی باتیں نہایت سہل اور سادہ انداز میں بیان کی گئی ہیں، تاکہ طلبہ و نو آموز شعرا کو یہ دقیق مضامین بھی آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

اگرچہ فنِ شاعری اور علمِ عروض پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور اہلِ علم آئندہ بھی لکھتے رہیں گے، مگر ہر کتاب اپنی انفرادیت اور اپنی مخصوص خوبیوں کی وجہ سے اہلِ ذوق کے لئے مقامِ اہمیت رکھتی ہے۔

اسی طرح یہ مختصر رسالہ بھی اپنی چند خصوصیات کے باعث ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نہایت خشک اور مشکل سمجھے جانے والے مضامین کو انتہائی آسان اور رواں اسلوب میں بیان کیا گیا ہے، تاکہ قاری محض مطالعہ کرنے تک محدود نہ رہے، بلکہ باقاعدہ اسباق کو ترتیب وار پڑھ کر اچھی طرح ذہن نشین کرے اور پھر باقاعدہ مشق کے ذریعے اپنی صلاحیت کو نکھارے۔

اس کے بعد اگر کسی استاد یا ماہرِ فن سے اصلاح لی جائے تو یہ کتابچہ عملاً آپ کے شاعر ہونے کی سند بن سکتا ہے۔

مزید برآں، اس رسالے میں ایسے مباحث شامل کیے گئے ہیں، جو نہ صرف طلبہ بلکہ ہر اہلِ ذوق کے لئے باعثِ تسکین ہیں۔

مثلاً: حرفِ روی، علمِ قافیہ، فنِ شاعری کے محاسن و معائب اور وہ بیش بہا علمی و فنی نکات جو ناچیز کو اپنے اساتذہ کرام کی نصیحتوں کی صورت میں عطا ہوئے۔

اس کتابچہ کی اشاعت کا اصل مقصد اپنی محدود علمی کاوش کو تازہ کرنا اور اردو ادب کی بقا و تحفظ کے لئے اپنے جذبات کو پیش کرنا ہے۔ بندہ عاجز کی یہ درخواست ہے کہ اہلِ علم و اہلِ فن حضرات اگر کسی غلطی یا کمی کو محسوس کریں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے، یہ آپ کا عظیم علمی احسان ہوگا۔

آخر میں بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ رب کریم اس مختصر رسالہ کو اپنی بارگاہِ قبولیت میں شرف عطا فرمائے اور اسے اہلِ ذوق و اہلِ ادب کے لئے باعثِ نفع و برکت بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

شعرگری کا شرعی حکم

شاعری انسانی جذبات، افکار اور احساسات کے اظہار کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ اگرچہ بعض لوگ اسے محض ایک مشغلہ یا وقت گزاری سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ فنِ شعرگری اپنی اصل میں ایک نہایت عظیم فن ہے، جسے اہلِ علم و اہلِ ادب نے ہمیشہ معتبر اور باوقار مقام عطا کیا ہے۔

شاعری کی اقسام

عموماً شاعری دو ہی رنگ رکھتی ہے: اچھی اور بری۔

جب شاعر اپنی تخلیقات میں نیک جذبات، مثبت افکار اور اخلاقی پیغام کو پروئے، تو وہ شاعری حسن و خیر کا ذریعہ بن جاتی ہے، لیکن اگر شاعر اپنی تخلیقات کو منفی خیالات، فحش گوئی یا باطل نظریات کے لئے استعمال کرے تو ایسی شاعری مضر اور نقصان دہ شمار کی جاتی ہے۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ شاعری بذاتِ خود نہ اچھی ہے نہ بری، بلکہ شاعر کے

موضوعات، خیالات اور مقاصد اس کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

فقہاء و محدثین کا موقف

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

”شعر بذاتِ خود اچھا یا برا نہیں ہوتا، بلکہ اچھا شعر اچھا کلام اور برا شعر برا کلام کہلاتا ہے۔“

امام ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

”شاعری کے جائز ہونے یا نہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اکابر علماء نے بھی اشعار کہے ہیں۔ بلکہ عربی اشعار سے واقفیت ضروری ہے تاکہ قرآن کریم کی تفسیر اور احادیث مبارکہ کے معارف تک رسائی حاصل ہو سکے۔“

البتہ یہ بھی وضاحت فرمائی کہ اگر کوئی شخص شاعری کو مستقل مشغلہ بنا لے اور اپنی اصل ذمہ داریوں سے غافل ہو جائے تو یہ ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔“ (صحیح بخاری)

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

”بے شک بعض اشعار میں حکمت پائی جاتی ہے۔“ (صحیح بخاری و مسلم)

قرآنِ کریم میں سورہ الشعراء (224-227) میں شعرا کے بارے میں فرمایا گیا:

”اور شاعر، ان کے پیچھے بے راہ لوگ چلتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ ہاں مگر وہ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے، نیک اعمال کئے، اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو بدلہ لیا۔“

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ اگر شاعری گمراہی، لغویت اور باطل نظریات سے پاک ہو اور ایمان و نیک اعمال کے تقاضوں کے مطابق ہو، تو یہ عمل نہ صرف جائز بلکہ باعثِ خیر ہے۔

خلاصہ کلام

یوں نتیجہ یہ نکلا کہ:

شاعری بذاتِ خود ممنوع نہیں۔ اگر یہ خیر، اخلاق، دین اور مثبت مقاصد کے لئے ہے تو یہ نیک عمل ہے۔

اگر یہ باطل نظریات، فحاشی یا منفی رجحانات کی تبلیغ کے لئے ہے تو یہ مذموم اور ناجائز ہے۔

لٰہذا ایک صاحبِ ایمان شاعر پر لازم ہے کہ وہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو دین و اخلاق کی خدمت، معاشرتی اصلاح اور انسانیت کے خیر کے لئے استعمال کرے، تاکہ اس کا فن بھی صدقہ جاریہ بن جائے۔

❍❖❍

پہلا سبق (قافیہ و ردیف)

محترم قارئین! سب سے پہلے فنِ شاعری کی بنیادی باتیں ذہن نشین کرتے ہیں ، یہ بات ہم سب جانتے ہی ہیں کہ، جس طرح کئی حرفوں کو ایک ساتھ ملانے سے ایک لفظ بنتا ہے، پھر لفظ سے الفاظ اور الفاظ سے مل کر جملہ اور جملوں سے مل کر ہی کوئی بھی نظم ، نثر ، قصہ، کہانی یا شاعری وجود میں آتی ہے، بالکل اسی طرح نظم بنتی ہے شعروں سے اور شعر بنتا ہے مصرعوں اور قافیوں سے، بالکل اسی طرح مصرعہ بنتا ہے ارکان سے اور اِس فن کا اہم جز یعنی قافیہ بنتا ہے دماغ سے، اس لیے اگر قافیہ اور ارکان بنانا آ گیا، تو مصرعہ اور شعر بھی بنانا آ جائیگا اور اگر شعر بنانا آ جائے گا، تو کچھ اشعار بنا کر ایک نظم بھی بنا سکتے ہیں، تو چلیے اب ہم قافیہ، ارکان، مصرعہ اور شعر بنانا سیکھتے ہیں۔

تو چلئے سب سے پہلے قافیہ کے تعلق سے کچھ باتیں جانتے ہیں

قافیہ کیا ہوتا ہے؟

کسی بھی شعر کے آخر میں جو ہم آواز الفاظ آتے ہیں وہ قافیہ کہلاتے ہیں!

نیچے لکھے گئے شعر میں غور کریں!

رستوں کی مشکلوں میں دل لگی کے واسطے
تجھ کو ہے میری ضرورت رہبری کے واسطے

لکھے گئے شعر میں غور کریں اس شعر میں (دل لگی) اور (رہبری) ہم آواز یعنی ایک جیسی آواز کے الفاظ ہیں، انہیں الفاظ کو قافیہ کہا جاتا ہے اور یہ الفاظ ہم آواز اس لئے ہیں کہ ان دونوں لفظوں کے اخیر میں (ی) ساکن آئی ہوئی ہے اور اسی حرف ساکن کو حرفِ روی کہتے ہیں۔ اب یہ بھی جاننے کی ضرورت ہے کہ حرفِ روی کیا ہوتا ہے، تو آپ کو بتا تا چلوں کہ کسی بھی قافیہ کے آخر میں جو حرف ساکن ہو، تو اسی ساکن

حرف کو حرفِ روی کہتے ہیں۔

حرفِ روی کی مکمل تفصیل آئندہ اسباق میں بیان کی جائے گی۔

اب ہم یہ تو جان ہی چکے ہیں کہ قافیہ کیا ہوتا ہے اور قافیہ کے کس حرف کو حرفِ روی کہتے ہیں، اس لئے اب باری ہے ردیف کی۔

ردیف

ردیف کسے کہتے ہیں؟

ردیف کی مختصر تعریف یہ ہے

شعری اصطلاح میں ردیف سے مراد وہ لفظ یا الفاظ کا مجموعہ ہے جو قافیے کے بعد مکرر آئیں اور بالکل یکساں ہوں۔

اس شعر میں غور کریں

راستوں کی مشکلوں میں دل لگی کے واسطے
تجھ کو ہے میری ضرورت رہبری کے واسطے

اس شعر میں قافیہ کے (حرفِ روی) کے بعد جو الفاظ ایک جیسے ہیں یعنی (کے واسطے) یہی اس شعر کے ردیف ہیں، قافیہ کے لئے شرط یہ ہے کہ قافیے ہر شعر میں بدلتے رہیں گے، البتہ ہر قافیہ میں حرفِ روی کا ایک ہونا لازمی ہوگا، جیسے (دل لگی) (رہبری) (عاشقی) (مخملی) (دوستی) (دشمنی) (خودکشی) وغیرہ۔

ان الفاظ کے ہر لفظ کے اخیر میں حرفِ روی (ی) ساکن آئی ہوئی ہے اس لئے یہ الفاظ قافیوں میں شمار کئے جائیں گے، جبکہ ردیف کے لئے شرط یہ ہے کہ ردیف کسی بھی شعر میں بالکل نہیں بدلا جائے گا، بلکہ اخیر تک وہی ردیف ہوگا، جو کلام کے شروع میں لیا جائے گا۔

اب ردیف اور قافیہ کی مشق کے لئے کچھ اشعار پڑھتے ہیں ان اشعار میں غور کریں کہ شعر کا قافیہ کیا ہے اور ردیف کیا۔

نعت نبی ﷺ

تیرے در کی زیارت گر مجھے ایک بار ہوجائے
بدل جائے میری قسمت تو بیڑا پار ہوجائے

رہے گا نور آنکھوں میں یقیناً حشر تک میری
میرے آقا تیرا گر خواب میں دیدار ہوجائے

نگاہوں کی یہ حسرت ہے درِ خیرالوریٰ دیکھیں
کرم کی ایک نظر مجھ پر میرے سرکار ہوجائے

ڈرائیگی تجھے دنیا بھلا کیا تیر و خنجر سے
تجھے شاہِ نبی کے دین سے گر پیار ہوجائے

تیرے دل سے تکبر اور انا ہوجائے گی غائب
یتیم و بے سہاروں کا تو گر غمخوار ہوجائے

نبی کی بات سے عامر کرو پرنور تم سینہ
چلو پیارے نبی کی شان میں اشعار ہوجائے

اس نعت کے تمام اشعار کو ایک ایک کر کے بغور دیکھیں اور پڑھیں۔
اس مکمل نعت کے قوافی یہ ہیں
(بار)(پار)(پیار)(سرکار)(غمخوار)(اشعار) ہیں جبکہ ردیف صرف اور صرف (ہوجائے) مکمل نعت میں استعمال کیا گیا ہے۔

طلبہ کو چاہیے کہ مزید اسی طرح کوئی بھی کلام خواہ کسی بھی شاعر کا ہو لکھیں یا پڑھیں اور غور کریں کہ شاعر نے اپنے کلام میں کن کن قافیوں کا استعمال کیا ہے اور کس ردیف کا اس طرح ردیف اور قافیے مشق کریں۔

دوسرا سبق (اصولِ قافیہ بندی)

گذشتہ سبق میں ہم نے قافیہ، ردیف اور حرفِ روی کے تعلق سے پڑھا اور سمجھا تھا، اس سبق میں ہم خود قافیہ بنانا سیکھیں گے۔

اب ہم یہ جان چکے ہیں کہ شعر میں ردیف سے قبل جو ہم آواز الفاظ آتے ہیں وہ قافیہ کہلاتے ہیں۔

مزید قافیوں کو ہم مثالوں سے سمجھیں گے۔

مثال نمبر۱ حاصل، قابل، عامل، جاہل، کاہل، ساحل، باطل، قاتل، عادل۔
مثال نمبر۲ ارمان، مہمان، احسان، انسان، گھمسان، سنسان، سلطان۔
مثال نمبر۳ حلیم، کلیم، سلیم، رحیم، مقیم، فہیم، عظیم، شمیم، نسیم، حکیم، غنیم، نعیم،
مثال نمبر۴ اور، بور، شور، غور، طور، مور، چور، خور، زور، ڈور، ڈھور،
مثال نمبر۴ پلک، بلک، جھلک، فلک، چمک، دمک، کسک، جھپک، چھلک،

جیسا کہ ہم پچھلے سبق میں پڑھ چکے ہیں کہ قافیوں میں آخری اصلی حرف کا ایک ہونا ضروری ہے، جیسے (مثال نمبر۱) میں ہم نے دیکھا ہر لفظ کے اخیر میں

(ل) آرہا ہے، قاتل، عامل، کامل، تو ان تمام قوافی کا حرفِ روی (ل) ہے۔

اسی طرح مثال (نمبر ۲) میں ہر لفظ کے اخیر میں (ن) آیا ہوا ہے، جیسے رحمان ،ارمان، مہمان، تو ان قوافی کا حرفِ روی (ن) ہے۔

اسی طرح تمام مثالوں کے قوافی میں آخری حرف بالکل ایک جیسے ہیں اور اس لئے قافیہ کے آخری حرفِ ساکن کو ہی حرفِ روی کہتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ اگر قافیوں میں آخری اصلی حرف ساکن ہو تو اس سے پہلے حرف کی حرکت کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔ جیسے (جاہل) اور (عامل) دونوں قافیے ہیں اور ان دونوں قافیوں کا حرفِ روی (ل) ہے اور حرفِ روی یعنی (ل) ساکن سے پہلے دونوں قافیوں میں (زیر) آیا ہوا ہے۔

اگر کسی قافیہ کے آخری اصلی حرف ساکن سے پہلے (و)(ی)(ا) ساکن ہو تو، تمام قافیوں میں (و)(ی)(ا) ساکن سے پہلے حرف کی حرکت کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔ جیسے:

ارمان)(مہمان)(فرمان) میں آخری حرف (ن) ساکن ہے اور اس کے بعد تمام قافیوں میں (الف) ساکن ہے

اسی طرح (و) اور (ی) جیسے : (مور)(شور)(غور) اور (مقیم) (غنیم) (عظیم) میں ہے۔

قافیوں کے آخر میں کم از کم ایک حرف یا حرکت کی تکرار ضروری ہے، اس کے علاوہ آخری حرف کے بعد جتنے حروف بار بار آئیں گے، تو قافیوں میں اتنی ہی خوبصورتی دیکھنے کو ملے گی۔ جیسے : (قادر) اور (جابر) ان دونوں قافیوں میں حرفِ روی کے بعد حرکت یعنی زیر کی تکرار ہے جو کہ کسی بھی قافیہ میں ضروری ہے۔

اب اگر (قادر) کے ساتھ (نادر) کا قافیہ استعمال کیا جائے تو دیکھئے دونوں

قافیوں کے حرفِ روی کے بعد حرکت کے ساتھ ساتھ ایک حرف یعنی (د) کی بھی تکرار ہے، اس لئے یہ قافیہ پہلے قافیہ سے بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے:

عامل) کے ساتھ (کامل) کا قافیہ (شجر) کے ساتھ (حجر) کا قافیہ، ان تمام قافیوں میں حرفِ روی کے بعد حرکت کے ساتھ ساتھ حرف کی بھی تکرار ہے۔

تیسرا سبق (درست اچھے اور بہترین قافیے)

گذشتہ سبق میں ہم نے قافیہ کے تعلق سے بہت سی باتیں پڑھی تھیں، اب چوں کہ ہم قافیہ بنانا سیکھ چکے ہیں، اس لئے قافیہ کے تعلق سے کچھ باتیں اور ذہن نشین کرتے ہیں۔

ہم یہ بھی جان چکے ہیں کہ قافیوں میں حرفِ روی سے پہلے جتنے حروف ایک جیسے ہوں گے قافیے اتنے ہی عمدہ اور حسین ہوں گے، طلباء اور مبتدی حضرات کو علم قافیہ اور اصول قافیہ بندی آسانی کے ساتھ سمجھانے کے لئے ہم نے فطری طور پر قافیوں کی تین اقسام مقرر کی ہیں۔

پہلی قسم (درست قافیے)

درست قافیے وہ کہلاتے ہیں، جن میں قافیہ کے تمام اصول وشرائط کا لحاظ رکھا گیا ہو اور صرف آخری حرف ایک جیسا ہو باقی تمام حروف الگ الگ ہوں۔ جیسے

(مالی)(عادی)(پھیکی)(روشنی)(دیکھی)(باندی)(خوشی) وغیرہ

یہ تمام الفاظ ہم آواز تو ہیں کیوں کہ ان تمام الفاظ میں آخری حرف (ی) ساکن ہے اور اس سے پہلے ایک حرکت یعنی (زیر) کی تکرار ہے۔

شاعر اگر چاہے ان تمام الفاظوں کو اپنی شاعری میں استعمال کرسکتا ہے، جو کہ درست ہیں، البتہ ان میں عمدگی نہیں ہے، اس لئے ہم ان قافیوں کو صرف درست

قافیے کہیں گے۔

دوسری قسم (اچھے قافیے)

اچھے قافیے وہ کہلاتے ہیں، جن میں حرفِ روی سے پہلے حرکت کے ساتھ ساتھ کم از کم ایک حرف کی بھی تکرار ہو جیسے: (عادی) (قیدی) (باندی) (سردی) وغیرہ

ان تمام قافیوں میں حرفِ روی سے پہلے حرکت کے ساتھ ایک حرف یعنی (د) کی بھی تکرار ہے، اس لئے یہ قافیے پہلے قافیوں کی بہ نسبت اچھے شمار کئے جاتے ہیں۔

تیسری قسم (بہترین قافیے)

بہترین قافیے ان قافیوں کو کہا جائے گا، جن میں حرفِ روی سے پہلے زیادہ تر حروف ایک جیسے ہوں۔ جیسے: (سلیم) (کلیم) (علیم)

ان تمام قافیوں میں حرفِ روی سے پہلے چار چیزیں یکساں ہے: جیسے

پہلا (ی) ساکن دوسرا حرکت یعنی (زیر) تیسرا (ل) اور چوتھا حرکت یعنی (زبر) اور اسی نسبت سے یہ قافیے پڑھنے اور سننے میں خوشنما معلوم ہوتے ہیں، اس لئے ہم انہیں بہترین قافیوں میں شمار کرتے ہیں۔

نوٹ: قوافی کی یہ تقسیم محض مبتدی حضرات اور طلباء کو سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ قوافی صرف دو قسم کے ہوتے ہیں اور یہ کہ یا تو صحیح ہوں یا پھر غلط۔

اس سبق میں ہم نے صرف قافیہ بنانے اور قافیوں کے اچھے اور بہتر ہونے یا قافیوں کے محاسن کے متعلق جانا ہے، چوں کہ فن شاعری میں علم قافیہ ذرا پیچیدہ اور ایک خاص مقام کا حامل ہے اور اس کے بہت سے قواعد وشرائط ہیں، اس لئے علم قافیہ کو اخیر میں ہم تفصیل سے پڑھیں گے، چوں کہ ابھی مبتدی حضرات کے لئے علم قافیہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ہم پڑھ چکے ہیں۔

چوتھا سبق (مقفّٰی جملے)

گذشتہ اسباق میں ہم نے قافیہ کے تعلق سے بہت سی باتیں پڑھیں اور سمجھیں لیکن ضروری سمجھتا ہوں کہ آخر میں قوافی کے تعلق سے کچھ باتیں اور پڑھیں جائیں، تا کہ مبتدی حضرات کو قافیہ بنانے اور ان قافیوں کو اپنے اشعار میں استعمال کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

اس سبق میں ہم کچھ مقفّٰی جملے بنانے کی کوشش کریں گے، تا کہ قافیوں کے صحیح استعمال کی مشق اچھے سے ذہن نشین ہو جائے۔ جیسے:

خدا کی عبادت کر
نبی کی اطاعت کر
قرآں کی تلاوت کر

ان تمام جملوں میں قافیوں کا استعمال کیا گیا ہے اور جتنا ہم اب تک پڑھ چکے ہیں، یہ تو سمجھ آ ہی گیا ہوگا کہ اوپر لکھے گئے جملوں میں قافیہ کیا ہے اور ردیف کیا، اوپر لکھے گئے جملوں میں (عبادت) (اطاعت) (تلاوت) قافیے ہیں اور تینوں جملوں کے اخیر میں جو (کر) آیا ہوا ہے وہ ردیف ہے۔

طلباء اور مبتدی کو چاہئے کہ اسی طرح آپ بھی مقفّٰی جملے بنانے کی کوشش کریں اور اس سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک موضوع مقرر کریں اور پھر اسی موضوع کی بہ نسبت قافیہ تلاش کر کسی کاغذ پر محفوظ کرلیں اور جملے بنانے کی کوشش کریں۔

○❖○

پانچواں سبق (وزنِ شعری)

گذشتہ اسباق میں ہم نے اصولِ قافیہ بندی، حرفِ روی اور ردیف کے تعلق سے نہ صرف جانا، بلکہ ساتھ ساتھ مشق بھی کی، اس لئے اب باری ہے (وزن) کی ، قافیہ اور وزن دو الگ الگ چیزیں ہیں، جس کی تفصیل ہم آئندہ اسباق میں پڑھیں گے۔

جاننا چاہئے کہ وزن کا تعلق صرف قافیہ اور ردیف سے نہیں، بلکہ شعر کے ہر ایک لفظ سے ہے۔ گویا کہ وزن اشعار کے دو مصرعوں کی حرکات وسکنات کی تعداد اور ترتیب کے یکساں ہونے کا نام ہے، اس لئے وزن کو تفصیل سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

یہ بات ہم جانتے ہی ہیں کہ شعر کیا ہوتا ہے، یعنی ہر وہ کلام جو موزوں ہو یعنی وزن میں ہو شعر کہلاتا ہے۔

شعر کہنے کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔

نمبر (۱) شعر کسی مخصوص بحر یا وزن میں ہو۔

نمبر (۲) شعر کا جملہ مکمل ہو۔

نمبر (۳) شعر بامعنی ہو۔

نمبر (۴) شعر زبان وبیان کے عیوب سے پاک ہو۔

یہ چار چیزیں شعر کہنے کے لئے ضروی ہیں، جس میں پہلی اور اہم یہ ہے کہ شعر کسی بھی بحر میں ہو۔ جیسے:

مو ت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

اس شعر میں غور کریں کہ اس شعر کا وزن مکمل ہے، کیوں کہ ابھی آپ ابتدائی مراحل میں ہیں اس لئے ابھی آپ وزن اور بحر کو نہیں سمجھ سکو گے جب آپ کے تمام اسباق مکمل ہوجائیں گے، تب آپ کو معلوم ہوجائے کہ کون سا شعر کس وزن یا بحر میں ہے۔ بہر کیف۔ اس شعر کا وزن مکمل ہے۔

دوسری چیز جملہ بھی پورا ہے۔

شعر میں جملہ کے مکمل ہونے اور ناقص ہونے سے کیا مراد ہے۔

اب اسی شعر کو پھر سے ملاحظہ کریں

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

یہ شعر اپنی حالت پر بالکل صحیح ہے، لیکن اگر شاعر اس شعر کو اس طرح کہے کہ

موت ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

تو اب دیکھیں اس شعر میں جملہ ناقص ہوگیا اور صرف ایک لفظ (کا) کے ہٹانے سے شعر کا وزن بھی خراب ہوگیا۔ اس صورت میں ہم کہیں گے کہ اس شعر کا جملہ ناقص ہے اس لئے یہ شعر معیوب تصور کیا جائے گا۔

تیسری چیز یہ کہ شعر بے معنیٰ کب ہوتا ہے

اب پھر سے اسی شعر کو دیکھیں

موت کا ایک دن معین ہے
آگ کیوں رات بھر نہیں آتی

اس بار ہم نے اس شعر میں ذرا ترمیم کی ہے، دوسرے مصرعہ کے شروع میں لفظ (نیند) کو آگ سے تبدیل کیا ہے۔ اب اس شعر میں غور کریں کہ اس کا وزن بھی پورا

ہے اور جملہ بھی مکمل ہے، لیکن مصرعوں کے درمیان ربط نہ ہونے کی وجہ سے یہ شعر معیوب کہلائے گا، اب چوں کہ اس شعر میں موجود تمام الفاظ سے لفظ آگ) کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے، اس لئے یہ شعر بے معنیٰ شمار کیا جائے گا۔

چوتھی چیز شعر میں زبان و بیان کی غلطی کیا ہوتی ہے؟

پھر سے اسی شعر کو کچھ اور ترمیم کے ساتھ لکھتے ہیں۔

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتا

شعر میں غور کریں کہ اس شعر کا وزن بھی پورہ ہے، جملہ بھی مکمل ہے اور یہ کہ شعر معنیٰ دار بھی ہے، البتہ ایک لفظ (آتی) کو (آتا) سے تبدیل ہونے پر زبان و بیان کی غلطی ہوئی ہے، کیوں کہ لفظ نیند (مونث) ہے (مذکر) نہیں، اس لئے (آتا) نہیں (آتی) ہوگا۔

امید ہے طلباء اور مبتدی حضرات اس بات کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے، کہ کسی بھی شعر یا شاعری کے صحیح ہونے کے لئے ان چار چیزوں کا ہونا ضروی ہے۔

چھٹا سبق
(شعر میں استعمال کئے جانے والے الفاظ)

محترم قارئین! بنیادی بات یہ ہے کہ شعر کہنے کے لئے جس طرح الفاظ کی ضرورت پڑتی ہے اس کہیں زیادہ ضروری ہوتا ہے کہ جن الفاظ کو شاعری میں استعمال کیا جائے ان تمام الفاظ کی آصل ہیئت کا صحیح معلوم ہو وگرنہ شعر بے بحر اور ناموزوں تسلیم کیا جائے گا۔ مثلاً درست لفظ (شکل) ہے یعنی (ش) متحرک